الیس منکم رجل الرّشید

حقیقی دستاویز

فی تائید

تاریخی دستاویز

وفی ردّ

تحقیقی دستاویز



عالمی مجلس تحفظ اسلام

الیس منکم رجل الرشید

حقیقی دستاویز

فی تائید

تاریخی دستاویز

و فی رد

تحقیقی دستاویز



ناشر

حضرالتحقیقات اسلامی

پاکستان

Qamar Pac 7x4

نام کتاب	....	حقیقی دستاویز
مصنف	....	مولانا ابوالحسنین ہزاروی
ناشر	....	حضار اتحقیقات اسلامی، پاکستان
تعداد	....	گیارہ سو (1100)
ای میل ایڈریس	....	hizara313@gmail.com

تاریخی دستاویز کی اس تاریخی ضرب سے رافضیت ''ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھی'' اور تڑپ کر ایسی بے حس ہوئی کہ کاٹوں تو لہو نہیں چنانچہ ایک لفظ بھی حوالہ کے رد میں لکھنا نصیب نہیں ہوا حالانکہ تحقیقی دستاویز کے قلم کار صاحبان کیلئے کسی فی نفسہٖ موجود چیز کا انکار کردینا کچھ مشکل نہیں ان مہربانوں کا جی چاہے تو پیغام وحی لانے والے حضرت جبریل کو مورد الزام ٹھہرائیں کہ وحی تو علیؓ کے پاس لانی تھی بھول کر محمد ﷺ کے پاس جا پہنچے۔ لوگوں کو خلیفہ رسول ﷺ تو حضرت علیؓ کو ماننا تھا سارے بھول بھال کر سمیت حضرت حیدر کرار کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر بیٹھے۔ (احتجاج طبرسی) وغیرہ

قارئین محترم خدا توفیق دے آپ ذرا تاریخی دستاویز میں دیے گئے صرف نمونہ کے ان 30 حوالہ جات کو ملاحظہ فرمائیں جن کے پڑھنے سے ایک ایمان دار آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں باب میں پیش کیے گئے حوالہ جات کے مقابلہ میں ہم پر جو اعتراض ڈھونڈ لائے وہ یہ ہے کہ تم بھی تو اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرتے ہو کہ تمہارے امام صاحب نے فرمایا ''میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں لکھا ہوا ہے محترم قارئین ذرا غور کیجئے یہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا بے ادبی ہے؟ کیا خواب میں کسی کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا انسانی اختیار میں ہے؟ کیا شیعیت میں کوئی نصِ قطعی اس کے ممنوع ہونے پر وارد ہوئی ہے؟ کیا خواب میں جو کچھ دیکھا وہ اصل ہے یا خواب میں دیکھی جانے والی چیز کی اصل وہ تعبیر ہے جو اہل فن معبرین بتایا کرتے ہیں؟ قرآن کریم میں خواب اور انکی تعبیر کے بارے میں سورۃ یوسف، سورۃ صافات میں تذکرے موجود ہیں حضور اکرم ﷺ فجر کی نماز کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خواب کے بارے میں دریافت فرماتے تھے خواب سن کر اسکی تعبیر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ خود اپنے خوابوں کی تعبیر بھی ارشاد فرماتے تھے۔ معترض کو تو بالآخر خانہ پُری کرنی ہے اب تحقیقی دستاویز پڑھنے والے تمام لوگ کوئی ابن سیرین تھوڑے ہوں گے کہ جن کو معلوم ہو جائے گا کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تعبیر کیا ہے وہ تو محض یہ جانیں گے کہ جیسے شیعہ قوم اللہ تعالیٰ کیلئے بدا کا عقیدہ رکھتی ہے اسی طرح سنی بھی تو خوابوں میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے قائل ہیں پھر پلہ تو برابر رہا۔ مگر کیا دھوکہ دہی ہر جگہ پر کارگر ثابت ہو سکے گی؟ ہرگز نہیں انصاف کا ایک دن جھوٹ اور سچ کے درمیان میں حد امتیاز قائم کرنے والا ہے۔

اہل انصاف اور خدا ترس حضرات کی خدمت میں ہم عرض گزار ہیں کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہو جانا سعادت اور عظمت کی بات ہے بے اَدبی یا گستاخی نہیں خدا تعالیٰ تعصب اور ہٹ دھرمی سے بچائے، ان کو عزت بھی ذلت نظر آئی ہے اگر چشم انصاف رکھتے ہو تو دیکھو کہ متقین کے مقتدا حضرت جعفر صادق جو فن تعبیر کے مقتداؤں میں شمار ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے والے کو نور بصیرت سے محروم قلم کارانِ تحقیقی دستاویز کی طرح بے اَدب نہیں جانتے بلکہ صاحب عزت ہدایت یافتہ، مامون مغفور جانتے ہیں چنانچہ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے کی تاویل سات وجہ پر ہے۔

1- معافی اور بخشش۔

2- بلا اور مصیبت سے امن۔

3- نور اور ہدایت اور دین میں قوت۔

4- ظالموں پر فتح مندی۔

5- بلا اور آخرت کے عذاب سے امن۔

6- اس ملک میں آبادی اور بادشاہ عادل ہوگا۔

7- عزت وشرف اور دنیا اور آخرت میں بلند پایہ ہوگا۔

حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو مومن بندہ خدا تعالیٰ کو خواب میں بے چون اور بے چگون دیکھتا ہے (جیسا کہ احادیث میں آیا ہے) اس امر کی دلیل ہے کہ اس کو دیدار الٰہی ہوگا اور اس کی حاجتیں پوری ہوں گی تعبیر الرویاء صفحہ 72 پر علامہ ابن سیرین ؒ نے فرمایا ہے اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ اللہ تعالیٰ سے راز کی بات کرتا ہے تو اس امر کی دلیل ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہے۔ (تعبیر الرویاء 72)

حضرت کرمانیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر خواب میں دیکھے کہ حق تعالیٰ اسکو نظر لطف سے دیکھتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو بہشت اور اپنا دیدار عنائت کرے گا۔ (تعبیر الرویاء 72)

حضرت جابر مغربیؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص خواب میں اللہ تعالیٰ کو کسی شہر یا گاؤں میں دیکھے تو اس امر کی دلیل ہے کہ اس جگہ نیک لوگ عزت اور شرف اور مرتبہ پائیں گے۔ (تعبیر الرویاء 72)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کو بے چون و بے چگون خواب میں دیکھے، وہ ڈر اور خوف سے امن میں رہے گا اور اگر مسلمان ہے تو آخرت میں دیدار الٰہی پائے گا۔ (تعبیر الرویاء 72)

خوف طوالت نہ ہوتا تو ہم کئی مزید اصحاب تعبیر کے اقوال زیارت الٰہی کی تعبیر کے نقل کرتے مگر اہل دانش کیلئے ان اسلاف کرام کے اقوال دیکھ کر یقیناً سامان تشفی میسر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے امام اعظم کو دنیا میں ہی خوشخبری دے دی گئی۔ خوف سے امن، معافی و بخشش، نور ہدایت، قوت دین، فتح مندی وظفر یابی، عذاب آخرت سے نجات، سرخروئی و سرفرازی، اور عدوان اسلام دشمنانِ احناف پر حصول فتح کی۔ لہٰذا اس حوالہ کو دیکھ کر جسکا جی چاہے وہ امام اعظمؒ کے دشمنوں میں شامل ہوکر مغلوبیت و خسر الدنیا والاخرہ کے تمغے کو پائے اور جو قوت دین راہ صواب اور دیدار الٰہی کا طالب ہو تو وہ کونوا مع الصادقین حکم قبول کرکے اس پر عمل کرے اور سچوں کی جماعت میں آٹھہرے۔

نکتہ: قرآن میں ہے کونوا مع الصادقین۔ حضرت جعفر صادق کا خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والوں کے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والے کو ظالموں پر فتح مندی حاصل ہوگی۔ اب الصادق تو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کو نہ توہین قرار دیتے ہیں اور نہ بے ادبی یا گستاخی۔ غور کریں قرآن کا حکم ہے صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ اور صادق خواب میں دیدار الٰہی کو عظیم نعمت قرار دیتے ہیں۔

مگر یار لوگ جس تعصب کی عینک چڑھا کر شرح فقہ اکبر کے عکسی صفحہ کا مطالعہ کرتے ہیں اس سے انہیں خواب میں

دیدارِ الٰہی گستاخی اور توہین نظر آتا ہے۔

اربابِ انصاف ضرور جان گئے ہوں گے کہ اس منافی رؤیت باری تعالیٰ کو توہین قرار دینے والے نہ صادقوں کے ساتھ ہیں اور نہ صادق کے ساتھ۔

شیعہ قلمکار ان عبارات پر کس قدر برانگیختہ اور سیخ پا ہے اسکا اندازہ سرخی سے لگایا جا سکتا ہے۔ ''اللہ تعالیٰ کے بارے میں بکواسات'' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلیظ اور گندے قسم کے ان اعتراضات پر قلم کار کو بے حد تکلیف اور دُکھ پہنچا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر پارہا اُس اندر کی تکلیف اور درد کا اظہار ہاتھوں میں تھامے قلم کو بھی متاثر کر رہا ہے جس کی بدولت لفظوں میں شدت آگئی ہے بلا شبہ کوئی اللہ پاک کے ذات عالی کو کبھی ادھر کبھی اُدھر کبھی زمین پر کبھی آسمان پر کبھی اٹھائے کبھی بٹھائے یوں بے اَدبی کا مظاہرہ کرے تو کوئی غیرت مند مسلمان اس بے باکی اور گستاخی کو آخر کیسے برداشت کرسکتا ہے مگر کاش مگر مچھ کے آنسوؤں میں پوشیدہ رازوں سے کوئی باخبر ہوتا! قلم کار نے تو اپنے فراڈ اور دھوکے کا بازار گرم رکھنا ہی ہے۔ اسے ہم کیا عرض کریں اہل انصاف قارئین سے التجا ہے کہ اے عقلمند و ذرا کتاب کا سر ورق تو ملاحظہ فرماؤ دیکھو ٹائٹل ہی پر رقم عبارت کہیں تقیہ کی چادر تار تار تو نہیں کیے دیتی؟ کتاب کا نام لکھا ہے ''ہدیۃ المھدی'' اور اُس سے اوپر کی سطر میں جو عبارت ہے ذرا غور فرماؤ لکھا ہے بعونہ تعالیٰ دین اخرالزمان بطور مقدمہ ظہور صاحب الزمان علیہ السلام، حضور والہ کیا ''یا صاحب الزمان ادر کنی'' اہل سنت والجماعت کی مساجد، مدارس، گھروں اور گاڑیوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے؟ یا پھر یہ شیعہ قوم کا وہ مونوگرام ہے جو انکے گھروں باڑوں اور گاڑیوں وغیرہ پر نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ پردہ چاک ہوا اور درمیان سے جو کچھ گند نکلا وہ اپنے مونوگرام سے مزین نکلا اسے کہتے ہیں۔ ''لو خود اپنے دام میں صیاد آگیا''۔

غلیظ گندے اور ناپاک عقیدے لکھ کر جنکا رد کرنا تھا وہ اپنے گھر کا سودا نکلا۔ ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین۔ جب عقلوں پر پردے پڑ جائیں تو یوں ہی ہوتا ہے یہ عبارت ہم نے تو لوگوں کو نہ دکھائی تھی اور نہ تاریخی دستاویز کے کسی کونے میں لکھی یہ تحریر نظر آتی ہے مگر اہل سنت کو مشکور ہونا چاہیے آپ کا کہ آپ بھی شیعہ قوم کی ناک کٹوانے میں ہمارے معاون ثابت ہوئے۔

ہاں البتہ قارئین کو لازم ہے کہ وہ کتاب کو ذرا غور سے دیکھ لیا کریں کہ یہ کس طبقہ کی ہے بہر حال جو کتاب الزام دینے کے لیے کرم فرماؤں نے پیش کی ہے اس کتاب کا ٹائٹل شیعہ کے مذہبی مونوگرام سے مزین ہے مگر پھر بھی ان مہربانوں نے اس خرافات کا مجموعہ کتاب کو ہمارے کھاتے میں ڈالنا چاہا ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اتنا واضح دجل جو کوئی کرسکتا ہے وہ در پردہ کیا کچھ نہیں کرسکتا؟ ہم اہل سنت عرض کرتے ہیں کہ واقعی ہدیۃ المھدی نامی کتاب کے مذکورہ صفحات سمیت دیگر مقامات خرافات وگندگی کا ڈھیر ہیں اور یہ کرم فرمائی اور گندے عقیدے نہ مسلمانوں کے ہیں اور نہ ہوسکتے ہیں یہ عقیدہ ان ہی کرم فرماؤں کا حصہ ہے جو رات دن نعرے لگاتے پھرتے ہیں یا صاحب الزمان ادر کنی۔ مدد کن یا صاحب الزمان۔

لہٰذا اس توہین آمیز تحریر کا خالق کوئی اہل سنت والجماعت کا بزرگ نہیں بلکہ نواب وحید الزمان حیدر آبادی ہے جو

غیر مقلدیت سے ترقی کر کے شیعیت تک پہنچا ہے جب کہ لغات الحدیث کے مقدمہ میں مذکور ہے اس لیے اس کے اپنے غیر مقلد بھی رافضی کہہ کر رد کرتے ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ کی ذوات قدسیہ پر کیچڑ اچھالنا ان کا مشن رہا ہے۔ نواب صاحب کے پیالے میں جو کچھ ہے ناظرین ہدیۃ المهدی کتاب کے ٹائٹل پر لکھی ہوئی عبارت پڑھ کر اس سے اچھی طرح آگاہ ہو سکتے ہیں ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ الحمد للہ سنت کے دشمنوں نے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر کے جو کچھ ہماری مخالفت کرنے کے لیے ڈھونڈ لائے وہ یا تو فقہ اکبر کی رویت منامی تھی۔ جسکا حال گزر چکا۔ یا نواب وحید الزمان جیسے آزاد خیال لوگوں کی عبارات! چنانچہ جب عوام الناس اور عصری تعلیم یافتہ طبقہ کو ملت اسلامیہ سے برگشتہ کرنے کیلئے کچھ ہاتھ نہ آیا تو نواب وحید الزمان صاحب و دیگر اسطرح کے وظیفہ خور قلم کاروں کی کتابیں ملت اسلامیہ کی طرف منسوب کر کے سادہ لوحوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اس دھوکہ بازی سے قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اپنے رب کے ساتھ محبت وتعلق میں اہل سنت والجماعت کتنے پاک وطاہر ہیں کہ تعصب کے خوردبین لگا کر بھی اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں سے کوئی معقول اعتراض نہ نکال سکے۔ اگر کوئی سہارا بنا تو اپنے وظیفہ خور جنکو سنیوں کے لیبل میں چھپانے کی جسارت کی گئی مگر واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

یک روزی از شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اور الجہد المقل از شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ کے حوالے سے صاحب کتاب کو یہ اعتراض ہے کہ اہل سنت اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں پر قادر کلی مانتے ہیں اور افعال قبیحہ جھوٹ وغیرہ بھی تو موجودات میں سے ہیں تو ان پر اللہ کو قادر ماننا بے ادبی اور گستاخی ہے یہ وہ حوالہ ہے جس کو تحقیقی دستاویز کے مقدمہ میں سپاہ صحابہ کا کفریہ عقیدہ قرار دے کر طعن کیا ہے، جواباً ہم عرض کرتے ہیں کہ خدائے لم یزل عقل پر پردے ڈال دے تو کون پردہ کشائی کرنے کی جسارت کرسکتا ہے ورنہ انصاف کی بات یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں میں اللہ تعالیٰ سے تمام عیب والے کاموں سے نفی کی گئی ہے یک روزہ میں صفحہ ۱۷ محولہ عبارت کے درمیان میں عبارت ہے۔

وهو محال لانه نقص والنقص عليه تعالىٰ محال۔

اسی طرح الجہد المقل صفحہ ۴۱ مقدمہ ہفتم کے تحت پہلی دوسطریں قابل غور ہیں۔ فرماتے ہیں:

''امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبائح اور قدرت علی القبائح میں زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند اہل سنت بہ نسبت ذات خالق کائنات محال کہا جاتا ہے۔''

دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ اہل سنت کے نزدیک برے کام جھوٹ وغیرہ یہ نقص اور عیب ہیں اور ہر وہ کام جو عیب والا ہے اسکا اللہ تعالیٰ کی پاک ذات سے ہونا محال ہے۔ اندازہ لگائے جس چیز کا یہ حضرات رد فرمار ہے ہیں انہیں ہمارا مہربان معترض ثابت کررہا ہے ہمارے اسلاف اہل سنت والجماعت برملا اس کا اظہار کرتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا فعل جو قبیح ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے صادر نہیں ہوتا۔

ترجمہ: حضرت مولانا محمود الحسنؒ پر اعتراض کہ انھوں نے **وهو خادعهم** کا ترجمہ ''وہی ان کو دغا دے گا'' کیا ہے جس کی بنا پر

سرخی جمائی کہ اللہ تعالیٰ دغا کرنے والا ہے۔

الجواب:

خدعہ: باب فتح کا معنیٰ ہے دھوکہ دینا فریب میں لانا۔

اخدعہ: کسی کو دغابازی پر اکسانا۔

اخدع الشی: چھپانا پوشیدہ کرنا۔ (المنجد صفحہ ۲۶)

لغت کے اعتبار سے چونکہ معنیٰ یہی بنتا ہے اس لئے ترجمہ میں وہی لکھ دیا جو لغت کے مطابق تھا کیونکہ ترجمہ میں حد درجہ احتیاط ملحوظ خاطر ہوتی ہے مگر اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اُن کو انکے دھوکہ بازی کی سزا دے گا چنانچہ اس کی وضاحت اسی ترجمہ پر حاشیہ لگا کر دی گئی مگر یار لوگوں کے دھوکہ کا یہ بھی ایک نمونہ ہے کہ صفحہ 130 کا اندرونی حصہ نافی ترجمہ والا عکس تو دے دیا اور اسی صفحہ کے دائیں سمت اس لفظ کی وضاحت جو حاشیہ نمبر ۲ کے تحت درج ہے وہ نہیں دی حالانکہ جو عکس دیا گیا ہے یہ مکمل نہیں بلکہ اس کے ساتھ حاشیہ بھی ہے جو رافضی دھوکہ کو چوراہے پر ننگا کیے دیتا ہے۔ حاشیہ نمبر ۲ میں مرقوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دغابازی کی یہ سزا دی کہ انکی تمام شرارتوں اور مخفی خباثتوں کو اپنے نبی پر ظاہر فرما کر ایسا ذلیل کیا کہ کسی کو مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہے اور سب دغابازی مسلمانوں پر کھل گئی اور آخرت میں جو سزا ملے گی وہ بھی ظاہر فرما دی۔ خلاصہ یہ کہ ان کی دھوکہ بازی سے تو کچھ نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا دھوکہ میں ڈالا کہ دنیا آخرت دونوں غارت ہوئیں۔

(حاشیہ نمبر 2 ص 130)

اسی حاشیہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہاں مراد دھوکہ بازی کی سزا ہے جو اللہ تعالیٰ ان کو دے گا۔ تفسیر ماجدی میں ہے ان کی چالوں کی انکو سزا دے گا۔ (تفسیر ماجدی ج 1 ص 813)

نیز فرماتے ہیں خداع کی نسبت جب اللہ کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد مجازات خداع ہوتی ہے۔

(تفسیر ماجدی ج 1 ص 814)

قرطبی میں ہے:

"خداع کی نسبت جب اللہ کی طرف ہو تو مجازات خداع کا معنیٰ ہوتا ہے یعنی ان کو سزا دے گا جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور اسکے پیاروں سے دغا کرتے ہیں۔"

جصاص میں ہے:

سمی الجزا علی العمل باسمہ علی مجاوزہ الکلام۔

تفسیر میں ہے:

ای یجازیھم بالعقاب علی خداعھم۔

ابن کثیر میں ہے:

ای هو الذی یستدرجهم فی طغیانهم و ضلالهم و یحزلهم عن الحق والرسول الیه فی الدنیا و کذالک یوم القیامة۔

المدارک میں ہے:

جزاء خداعهم۔

حاصل یہ ہے کہ وھو خادعھم کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کو ان کی سرکشی اور گمراہی میں ڈھیل دے گا اور حق سے گمراہ رکھے گا اور دنیا اور آخرت میں ان کو ان کے اس جرم کی سزا دے گا چنانچہ مختلف آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی سزا کو بیان فرمایا ہے:

ان المنافقین فی الدرك الا سفل من النار۔ (النساء آیت 140)

''بے شک منافقین جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے۔''

۲۔ آیت کا ترجمہ تو اوپر کی گزارشات میں واضح ہوگیا اس ترجمہ کے ضمن میں یہ سرخی جما دینا کہ اللہ تعالیٰ دغا کرنے والا ہے۔ پرلے درجے کی خیانت اور دھوکہ بازی ہے! کیونکہ "منافقین دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی انکو دغا دے گا" یہ عبارت اور "اللہ تعالیٰ دغا کرنے والا ہے" ان دونوں کے مفہوم میں بعد المشرقین سے بھی زیادہ فرق اور فاصلہ ہے۔

پانچواں الزام اور اس کا جواب

ترمذی مترجم صفحہ 515 سورۃ ق کی تفسیر میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ جہنم برابر ہل من مزید کہتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (جیسا اس کے شایان شان ہے) اپنا قدم اس میں رکھے گا وہ کہے گی بس بس۔ یہی روایت مسند الصحیح المسند ابی عوانہ ج ا ص ۱۸۷ پر بھی ہے جسکا عکس دیا گیا ہے معترض کو اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم میں قدم رکھے گا تو وہ خود بھی گویا شریک عذاب ہوا لہذا یہ روایت سوء ادب پر مشتمل ہے۔

جواباً عرض ہے کہ قرآن پاک کے ساتھ جس کا روحانی لگاؤ اور تعلق ہو وہی اسکی فرمائی ہوئی باتوں کو جانتا ہے حق تو حق کے متوالوں کو ملتا ہے جس کا مقصد ہی اعتراض پر گزارا کرنا اور کسی طرح سادہ لوحوں کو گمراہ کرنا ہو اسے کسی بات کی تہہ تک رسائی کیونکر ہو سکے گی۔

اللہ تعالیٰ کا جہنم کو چپ کروا دینا

26 پارہ کی سورہ ق میں آیت کا ترجمہ یوں ہے:

''اُس دن ہم جہنم سے (دوزخیوں کو ڈالنے کے بعد) پوچھیں گے کیا تو بھر گئی وہ کہے گی اور بھی چاہیے۔''

گویا اللہ تعالیٰ کے بار بار پوچھنے پر اس کا جواب یہ ہوگا کہ اور بھی اور بھی۔ تو اللہ تعالیٰ قدم اُس پر رکھ کر اسے چپ کروا دیں گے یہ قدم کا رکھنا بطور محاورہ کے ہے یعنی کنایہ کے طور پر یوں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی توجہ اُس پر ڈال کر اسے

اس کی تفتیش میں مشغول ہونا بھی متشابہات کے درپے ہونا ہے۔ حضرت مولانا قطب الدین فرماتے ہیں ''یہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ حدیث کے الفاظ ان متشابہات میں سے ہیں جس کے حقیقی معنیٰ و مراد تک انسانی علم و ذہن کی رسائی تیقن کے ساتھ ممکن نہیں لہٰذا مفردات عبادت جیسے کرسی پر حق تعالیٰ کے بیٹھنے سے کرسی کے چرچرانے اور اس کرسی کے زمین و آسمان کے درمیانی فاصلہ کے بقدر وسیع و کشادہ ہونے وغیرہ کے حقیقی معنیٰ تک پہنچنے کی کوشش کیے بغیر صرف مفہوم حدیث کے خلاصہ کو اختیار کرنا چاہیے جو یہ ہے کہ اس حدیث کے ذریعے قیامت کے دن حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اس کے جاہ و جلال اور اس کی بادشاہت و حاکمیت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ (مظاہر حق جدید صفحہ ۱۸۴ ج ۵)

معلوم ہوا کہ کرسی پر بیٹھنا کرسی کا چرچرانا اور اسکا وسیع و عریض ہونا سب متشابہات میں سے ہیں اور متشابہات کے درپے وہی ہوتا ہے جسکا دل ٹیڑھا، فتنہ کا طالب اور دین کا حلیہ بگاڑنے کیلئے تاویل کی راہوں کا طالب ہو۔ جیسا کہ ہم گذشتہ اوراق میں عرض کر چکے ہیں۔

3۔ جن حضرات نے اسکا کچھ مطلب بیان فرمایا انہوں نے بھی کرسی وغیرہ سے وہی حقیقی معنیٰ مراد نہیں لیے جو رافضی کرم فرمانے بیان کیے ہیں بلکہ وہ فرماتے ہیں کرسی پر قیام سے نعمت الٰہی اسکی عظمت اور بلندی کی تجلی کا ظہور ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کرسی پر قیام فرمانا اسکا تجلی ظاہر فرمانا ہے اس لئے کہ کرسی اور اس پر قیام مادہ جسم پر مبنی اشیاء ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہیں۔

❀❀❀❀

افتراء

اللہ تعالیٰ کو رو برو بالمشافہ دیکھا۔ (غنیۃ الطالبین)

الجواب:

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا بھی گویا رافضی کے ہاں بے ادبی اور گستاخی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا زیارت کرنا نہ بے ادبی ہے اور نہ کوئی گستاخی ہے۔ بلکہ سراسر ادب اور محبت میں ترقی کا باعث ہے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا ہونا تو کسی کے ہاں بھی مختلف فیہ نہیں حضرت امام اعظم کا اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا اور اس خواب کی تعبیر گزر چکی ہے۔ بیداری کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی زیارت ہو جانا ناممکن نہیں۔

تفسیر معارف القرآن میں لن ترانی (یعنی آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے) اس میں اشارہ ہے کہ رؤیت ناممکن نہیں مگر مخاطب بحالت موجودہ اس کو برداشت نہیں کرسکتا ورنہ اگر رؤیت ممکن ہی نہ ہوتی تو لن ترانی کی بجائے لن اریٰ کہا جاتا کہ میری رؤیت نہیں ہوسکتی۔ (مظہری)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں بھی عقلاً ممکن تو ہے مگر اس ایت سے اسکا ممتنع الوقوع ہونا بھی ثابت

ہو لیا اور یہی مذہب ہے جمہور اہل سنت کا!

2- مذکورہ عبارت اختلاف تفسیر کی ہے کہ آپ ﷺ کو رؤیت باری تعالیٰ ہوئی یا نہیں ہوئی اس مسئلہ میں دو آرائیں ارباب تفسیر میں پائی جاتی ہیں۔

ا- آپ کو رؤیت ہوئی۔

۲- آپ کو رؤیت باری تعالیٰ نہیں ہوئی۔

سورۃ النجم کی تفسیر میں حضرت مفتی اعظمؒ پاکستان رقم فرماتے ہیں:

ان آیات کے بارے میں آئمہ تفسیر سے دو تفسیریں منقول ہیں ایک کا حاصل یہ ہے کہ ان سب ایات کو معراج کا واقعہ قرار دے کر حق تعالیٰ سے تعلیم بلاواسطہ اور رؤیت وقرب حق تعالیٰ کے ذکر پر محمول فرمایا اور شدید القویٰ، ذومرۃ، فاستویٰ، اور دنیٰ فتدلیٰ، سب کو حق تعالیٰ کی صفات وافعال قرار دیا اور آگے جو رؤیت ومشاہدہ کا ذکر ہے اس سے بھی حق تعالیٰ کی رؤیت ومشاہدہ کا ذکر ہے اس سے بھی حق تعالیٰ کی رؤیت وزیارت مراد لی، صحابہ کرام میں حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیر منقول ہے۔ تفسیر مظہری میں اسی کو اختیار کیا ہے جبکہ بہت سارے حضرات صحابہ وتابعین وآئمہ تفسیر نے ان آیات سے حضرت جبریل کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا مراد لیا ہے۔ اور شدید القویٰ وغیرہ جبریل امین کی صفات بتلائی ہیں اس کی بہت سی وجوہ ہیں۔ الخ (معارف القرآن ج ۸ صفحہ ۱۹۵)

جمہور مفسرین کی رائے دوسری تفسیر ہے کہ حضرت عائشہ الصدیقہؓ نے بھی آپ ﷺ کی رؤیت باری تعالیٰ سے انکار کیا ہے غنیۃ الطالبین میں اسی اختلاف تفسیر کا ذکر ہے جو کوئی قابل گرفت شے نہیں اسطرح کا اختلاف رائے مختلف مسائل میں حضرات اکابرین کا موجود ہے جس اختلاف کو رحمت بتایا گیا ہے وہ اسی قسم کا ہے۔ لہذا اس اختلاف کی بنا پر اگر غنیۃ الطالبین میں کسی ایک رائے کا اظہار کیا گیا ہے تو یہ ہرگز اللہ تعالیٰ کی گستاخی و بے ادبی نہیں۔

❀❀❀❀

افتراء

اللہ تعالیٰ کرسی پر رسول اللہ کے روبرو بیٹھے گا۔

الجواب:

یہ عبارت بھی غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۲۷ سے منقول ہے جسمیں میدان حشر کی کچھ باتوں کا ذکر ہے۔

نہیں مذکورہ کتاب میں اس کی طرف ان الفاظ سے اشارہ بھی کردیا ہے کہ "اس بارے میں متعدد واقعات مشہور ہیں"

گویا یہ صرف خیالی یا تصوراتی بات نہیں کہ شیطان یوں بھی تصرف کرتا ہے بلکہ ایسے واقعات پیش آچکے ہیں جو کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے ملفوظات میں یہ حکایت نقل فرمائی ہے حضرت شیخ عبدالحق کو خواب میں آپ ﷺ کی بکثرت زیارت ہوتی تھی انکا معمول تھا کہ جب سنتے کہ کسی جگہ کوئی بزرگ رہتا ہے تو زیارت کیلئے تشریف لے جاتے ایک بزرگ کی کافی شہرت سنی تو اسکی زیارت کے لئے تشریف لے گئے بمشکل جب زیارت ہوئی تو ان کو پینے کے واسطے شراب کا پیالہ پیش کیا گیا۔ کہ نوش فرماؤ حضرت نے انکار کردیا بزرگ نے مسلسل اصرار کیا بالآخر کہنے لگا کہ دیکھو یہ پیالہ نوش کرلو ورنہ پچھتاؤ گے حضرت نے انکار کردیا واپس ہوئے رات خواب دیکھا کہ رحمت عالم ﷺ اندر کمرے میں تشریف فرما ہیں اور وہی درویش شراب نوش دروازے پر کھڑا پہرہ دے رہا ہے جب حضرت اندر جانے لگے تو اس درویش نے روک لیا اور کہا کہ جب تک میرا کہا نہ مانو گے اندر نہ جانے دوں گا صبح کو پھر اسی درویش کے پاس تشریف لے گئے تو وہ صاحب کشف بھی غضب کا تھا کہنے لگا دیکھا ہمارا کہا نہ ماننے کا یہ نتیجہ ہوا کہ حاضری سے محروم رہے اگر شراب کا پیالہ پی لیتے تو محروم کیوں رہتے۔ جواب میں حضرت شیخ نے فرمایا حاضری سے محروم رہا تو کیا ہوا آپ ﷺ کی خوشنودی تو حاصل ہوگئی کہ شریعت پر عمل کرنے کو باقی ہر شے پر مقدم رکھا الغرض دوسری رات پھر تیسری رات یہی قصہ پیش آیا بالآخر اندر سے آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے دودن سے عبدالحق نہیں آئے تو حضرت شیخ نے چیخ کر عرض کیا حضور ﷺ یہ شخص مجھ کو اندر نہیں آنے دیتا بس پھر حضور ﷺ نے اس درویش سے فرمایا کہ اخسا یا کلب یعنی دور ہوا ے کتے اور صحابہؓ کو فرمایا اس کو نکال دو صحابہؓ نے اس کو نکال دیا حضرت شیخ اندر حاضر ہوگئے اگلے دن پھر اس درویش کے پاس گئے وہاں بہت مجمع رہتا تھا سب لوگ وہاں موجود تھے مگر وہ درویش نہ تھا لوگوں سے پوچھا تو جواب ملا کہ وہ اندر ہیں اندر دیکھا تو کچھ نہیں تحقیق احوال کے بعد پتہ چلا کہ ایک کتا اس کمرے سے نکل کر گیا ہے حضرت شیخ نے فرمایا وہی تو درویش تھا جو آپ ﷺ کے فرمان ''اخساء یا کلب'' سے کتا بن گیا۔ (ملخصاً) (ملفوظات حکیم الامت افاضات الیومیہ ج 9 ص 120)

جب اس طرح کے تصرفات شیاطین اور اس کے چیلے کرسکتے ہیں تو قبور وغیرہ سے آوازیں وغیرہ تو اس سے ہلکا تصرف ہے۔ الوسیلہ میں اسی طرح کے تصرفات و شیطانی دھوکوں سے آگاہ کرکے امت اسلامیہ کے ایمانوں کو بچانے کی کوشش کی گئی ہے جسے یار لوگوں نے مزید دھوکے کا لباس چڑھا کر تحقیقی دستاویز کی زینت بنا دیا۔ اس طرح کی فریب کاریاں تلبیس ابلیس میں ملاحظہ فرمائیں۔

❀❀❀❀

افتراء

شیطان نے رسول اللہ ﷺ کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری کردی۔

(غنیۃ الطالبین، الکشاف، احکام القرآن، جامع البیان، ارشاد الساری، تفسیر ابن کثیر، فتح الباری، جلالین)

ملحدین وزنادقہ کی ایجاد قرار دیا ہے۔ معارف القرآن ج ۶ ص ۲۷۷ تفسیر سورہ حج تحت الآیۃ۔ (القی الشیطان فی امنیۃ)

2- جن حضرات نے اسے نقل کیا انھوں نے وضاحت کی ہے کہ یہ واقعہ بے اصل ہے چنانچہ عکسی صفحات ملاحظہ فرمائیں۔ تحقیقی دستاویز صفحہ ۲۰۱ پر ہے۔ هذا من طريق الكلبي عن ابی صالح عن ابن عباسؓ و الكلبي متروك و لا يعتمد عليه۔

یعنی یہ واقعہ کلبی عن ابی صالح عن ابن عباسؓ کے طریق سے مروی ہے۔ اور کلبی متروک شخص ہے اُس پر کسی نے اعتماد نہیں کیا۔ نیز کلبی سبائی (الکامل لابن عدی ص ۶۵۲) ہے تو یہ روایت بھی ان کے اپنے گھر کی ایجاد نکلی۔ یہ الفاظ مذکورہ واقعہ کے افسانہ محض ہونے کا صاف اعلان کررہے ہیں تحقیقی دستاویز صفحہ ۱۹۹ کے عکسی صفحہ پر هذا من طريق الكلبي کا لفظ صاف وضاحت کررہا ہے کہ یہ واقعہ کلبی کے واسطے سے آیا ہے اور کلبی صاحب کے بارے میں ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ کہ یہ کتنا اعتبار کے قابل ہے۔

تحقیقی دستاویز صفحہ 197 کے عکسی صفحہ سے ملاحظہ فرمائیں:

هذا من طريق كلبي عن ابی صالح عن ابن عباس انتهى و الكلبي متروك۔

.... كلها مراسيل۔ و قد طعن فيها غير واحد من الائمة حتى قال ابن اسحاق...... هي من وضع الذنا دقة۔ قال البيهقي غير ثابتة تقلد و روايتهما مطعونون و اطنب القاضي عياض في الشفاء۔

الغرض پوری وضاحت سے اس واقعہ کو رد کیا اور اسے افسانہ قرار دے کر ارباب علم کے اس بارے میں اقوال نقل کردیے ہیں۔

3- ارباب علم فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ لسان نبوت پر ہرگز جاری نہیں ہوئے بلکہ بعض مشرکین نے یہ الفاظ ان آیات کی تلاوت کے وقت پڑھے جس سے سننے والوں نے یہ سمجھا کہ یہ آپ ﷺ نے پڑھے ہیں جب آپ ﷺ کو لوگوں کی اِس غلط فہمی کا علم ہوا تو آپ ﷺ کافی غمگین ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات آپ ﷺ کو تسلی دینے کیلئے نازل فرمائیں تسلی کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔ (تحقیقی دستاویز کا عکسی صفحہ نمبر ۱۹۳ از احکام القرآن)

ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يتله و انما تلاه بعض المشركين و سمى الذى القى ذالك فى حال تلاوة النبي صلى الله عليه وسلم شيطاناً لانه كان من شياطين الانس الخ۔

مطلب یہ ہے کہ (تلك الغرانيق العلیٰ الخ) نبی کریم ﷺ نے تلاوت نہیں فرمائے تھے۔ بلکہ بے شک یہ الفاظ بعض مشرکوں نے پڑھے اسی کو کہا کہ شیطان نے دوران تلاوت یہ الفاظ ملادیے کیونکہ وہ مشرک جس نے یہ الفاظ (تلك الغرانيق الخ) پڑھے تھے وہ انسانوں میں سے شیطان تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ شياطين الانس والجن۔

تفسیر جلالین کے عکسی صفحہ پر بھی یہ الفاظ موجود ہیں۔

غير علمه صلى الله عليه وسلم۔

الجواب:

مذکورہ واقعہ ۸ کتابوں میں سے نقل کیا گیا ہے یہ ایک ہی واقعہ ہے جو ان تمام کتابوں میں سورۃ حج کی آیت نمبر ۵۲ الّا اذا تمنیٰ القی الشیطان فی امنیّته۔ کی تفسیر کے تحت نقل کیا گیا ہے۔

کہ آپ ﷺ سورۃ النجم نماز میں تلاوت فرمار ہے تھے مشرکین مکہ بھی وہاں موجود تھے جب آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی افریتم الات والعزیٰ و مناۃ الثالثة الاخریٰ۔ تو شیطان نے یہ الفاظ بول دیے: تلك الغرانیق العلیٰ و ان شفاعتهن فترتجیٰ۔ اس پر مشرکین بہت خوش ہوئے۔

یہ واقعہ سرتا پا جھوٹا اور کھڑا ہوا افسانہ ہے ارباب علم نے اُس کو رد فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں یہ قصہ روایتاً بے اصل ہے اور یہ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نقل نہیں ہوا۔ (بحر)

اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں یہ قصہ زندیقوں کا کھڑا ہوا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ قال هذا وضع من الذنا دقه۔ (تفسیر کبیر)

انھوں نے اس واقعہ کے رد میں پوری کتاب تصنیف فرمائی ہے صاحب کبیر فرماتے ہیں: وصنّف فیه کتابا۔

بیضاوی میں ہے:

هو مردودٌ عند المحققین۔ محققین کے ہاں یہ واقعہ مردود ہے۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہے:

اما اهل التحقیق فقد قالوا هذهِ الروایة باطلة موضوعة و احتجوا علیه بالقران و السنة و المعقول۔

یعنی اہل تحقیق یہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت باطل، موضوع کھڑی ہوئی ہے اس پر انھوں نے قرآن وسنت اور عقلی دلائل پیش کیے ہیں۔

تفسیر قرطبی میں ہے:

الا حادیث المرویة فی نزول هذهِ الایة و لیس منها شیءٌ یصح۔

یعنی اس آیت (القی الشیطان) کے تحت شان نزول میں جو احادیث مروی ہیں اُن میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ روایت جتنے طرق سے بھی آئی ہے اِن میں کسی طریق کی سند متصل نہیں ہے۔ الفاظ ہیں۔

کلها مرسلات منقطعات۔ (ابن کثیر تحت ایۃ المذکورہ)

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی فرماتے ہیں:

اس موقعہ پر سادہ دل حضرات کی بے خیالی سے ایک لغو قصہ بھی نقل ہو گیا ہے لیکن محققین نے اس کی پوری تردید کردی ہے۔ اور وہ قصہ نہ روایۃً قابل قبول ہے نہ درایۃً۔ (تفسیر ماجدی جد، صفحہ ۲۷۹ تحت آیت المذکورہ)

مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ جمہور محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ بعض حضرات نے اسے موضوع

3- نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ۱۴ افراد فتویٰ دیتے تھے۔ خلفائے راشدین حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ ابن مسعود، عمار بن یاسر، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، حذیفہ بن الیمان زید بن ثابت، ابودردا، سلمان فارسی، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم

پھر صاحب کتاب الریاض النضرہ کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں سوا ابوبکر کے کوئی فتویٰ نہ دیتا تھا۔ اور یہ آپ ﷺ کے صدیق اکبرؓ پر اعتماد کی کامل دلیل ہے کہ جب صدیق اکبرؓ مسئلہ بتاتے تو نبی کریم ﷺ اس کی تصدیق فرماتے تھے جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں ہو چکا ہے۔ یہ اعتماد کی دلیل ہے نہ کہ اس بات کی کہ صدیق اکبرؓ کا علم نبی کریم ﷺ سے زیادہ تھا۔ گویا رحمت عالم ﷺ اپنے تمام شاگردوں میں سے صدیق اکبرؓ پر اُن کے سبق یاد کرنے کی بنا پر پورا اعتماد تھا۔

❀❀❀❀

افتراء

رسول پاک نماز میں آیتیں پڑھنا بھول گئے۔ (ابوداؤد، بخاری)

الجواب:

1- اول تو رافضی کا جھوٹ اور ملاوٹ ملاحظہ ہو کہ یہاں جس حدیث پاک کا حوالہ دیا ہے اس میں کہیں صلوۃ کا لفظ نہیں صرف اتنی بات ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں ایک شخص کو قرآن پڑھتے سنا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے کہ اس نے مجھے فلاں فلاں سورت کی یاد دلا دی۔ غور فرمایئے اس میں نہ نماز کی کوئی بات ہے اور نہ ہی وہ صحابیؓ یا آپ ﷺ نماز میں مشغول تھے جب یہ واقعہ پیش آیا۔ مگر رافضی قلم کار نے ''نماز میں'' کا لفظ لکھ کر فراڈ کیا جو رافضی مذہب کا خاصہ اور جزو لاینفک ہے اب خدا جانے اتنا واضح اور صاف جھوٹ بول کر وہ آخر کس کو دھوکہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔

2- قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے: سنقرئُك فلا تنسیٰ الا ماشاء الله۔ (اعلیٰ)

یعنی عنقریب ہم آپ کو پڑھا دیں گے ایسا کہ آپ نہیں بھولیں گے مگر جو اللہ چاہے گا۔ اس سے واضح ہو رہا ہے کہ کچھ ایسی آیات و سورتیں بھی ہیں جو آپکو بھلا دی جائیں گی۔ ما ننسخ من ایة الخ (البقرہ) میں نسخ قرآن کا مسئلہ واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کچھ آیات اور سورتیں منسوخ کر دی جائیں گی یا کر دی گئی ہیں قرآن پاک کے ان ارشادات کے عین مطابق یہ حدیث پاک بھی واضح کر رہی ہے کہ کچھ سورتیں نازل ہوئیں مگر وہ بعد میں منسوخ ہو گئیں۔ کچھ دنوں بعد جب مسجد میں وہ کلام کسی صحابی نے پڑھا جو قبل از نسخ اُس نے یاد کر لیا تھا تو آپ کو انکی یاد آ گئی اور اسی موقع پر یہ دعائیہ جملے آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے اب قرآن پاک کی تفسیر و وضاحت کرنے والی ان احادیث پر تو رافضی کو اعتراض ہے کہ یہ بھی انکے نزدیک کفریہ عبارت اور گستاخانہ جملہ ہے تو پھر آپ دل پر ہاتھ رکھ کر ذرا یہ بھی ارشاد فرمایئے کہ انکا قرآن حکیم کے بارے میں پھر کیا خیال ہو گا جس میں نسخ کا مسئلہ بیان ہوا ہے؟

3- مذکورہ اعتراض سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ آپ کو قرآن پاک آتا تھا پھر بھول گیا پھر صحابی کے بتانے پر دوبارہ سے آپ نے اسے یاد کر لیا مگر یہ مطلب سراسر حدیث پاک کے خلاف ہے دراصل پڑھی جانے والی وہ سورتیں منسوخ ہو گئیں تھیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے قلب اطہر سے واپس اٹھالی تھیں پھر اس صحابی نے پڑھا تو دوبارہ اُن سورتوں کی یاد آ گئی یہاں الفاظ ''یاد کرلی'' نہیں ''یاد آ گئی'' ہے جیسے کسی دور رہنے والے کی یاد آ جاتی ہے۔ تو یہاں یاد کرنا نہیں مراد جیسا کہ روافض نے تاثر دیا بلکہ لقد اذکرنی ہے کہ اس نے مجھے اُن گئی ہوئی سورتوں کی یاد دلا دی ہے۔

یہ اور اس طرح کے کئی وہ دھوکے ہیں جو عامۃ الناس کو گمراہ کرنے کیلئے خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر دیے جاتے ہیں مگر سوا اپنی عاقبت برباد کرنے کے اور وہ کیا کر سکیں گے۔

❀❀❀❀

افتراء

رسول خدا نے ایک نامحرم عورت سے کہا کہ اپنے آپ کو میرے حوالے کرو۔ (بخاری)

الجواب:

سراسر بہتان اور دھوکہ کی انتہا ہے۔ صحیح بخاری کے دونوں صفحے ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں باب ۵۸ من طلق۔ کہ جو شخص بیوی کو طلاق دے۔

کیا یہ ضروری ہے کہ بیوی کو طلاق دیتے وقت آدمی بیوی کی طرف متوجہ ہو۔ اِس باب کے الفاظ صاف صاف بتا رہے ہیں کہ جس عورت کو رافضی غیر محرم قرار دے رہے ہیں وہ غیر محرم نہ تھی بلکہ بیوی تھی واقعہ یہ ہے جو سیدہ عائشہؓ نے نقل فرمایا کہ جون کی بیٹی جس کا نام امیمہ بنت شراحیل تھا اس سے نکاح ہوا وہ حضور ﷺ کے پاس لائی گئی آپ ﷺ اُس کے قریب ہوئے تو اس نے آپ سے اللہ کی پناہ مانگی آپ ﷺ نے فرمایا تو نے بڑی ذات کی پناہ مانگی ہے جا اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔

اسید بن اسید کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ اُسکے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تو (میری بیوی ہے) اپنے آپ کو میرے حوالے کردے اس نے کہا کیا شہزادی اپنے آپ کو کسی بازاری کے حوالے کرسکتی ہے؟ آپ نے ہاتھ بڑھایا تا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر اسے تسکین دیں تو اُس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اُس ذات کی پناہ مانگی ہے جس کی پناہ مانگی جاتی ہے پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابو اسید اس کو دو رازقی (خاص قسم کا جوڑا) پہنا کر اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دے۔

پھر راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ اس امیمہ بنت شراجیل سے نکاح کیا تھا جب وہ آپ ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اس نے ناپسند کیا تو آپ ﷺ نے ابو اسید کو حکم دیا کہ اسے سامان مہیا کر دے اور دو رازقی جوڑے پہنا دے۔ (بخاری مترجم ج ۳، ۱۳۲)